

AL DALILI

Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)
ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.aldalili.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

انفرادی ملکیت کا اسلامی تصور

Islamic Concept of individual / Private Property

AUTHORS

1. Muhammad Rashid, M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, Pakistan
2. Dr. Shabana Qazi, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta, Pakistan

How to Cite: Muhammad Rashid, and Dr. Shabana Qazi. 2022. "URDU: انفرادی ملکیت کا اسلامی تصور: Islamic Concept of Individual / Private Property". *Al-Dalili* 3 (2):43-52. https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/57.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/57
Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 43-52
Published online: 01-01-2022

QR. Code

انفرادی ملکیت کا اسلامی تصور

Islamic Concept of individual / Private Property

[1]Muhammad Rashid, [2]Shabana Qazi

ABSTRACT:

There are three kinds of economical systems popular worldwide these days. They are; Capitalist Economic System, Communes Economic System and Islamic Economic System. Capitalist economic system is based on private property and no interference of state. Whereas, Communist economic system is based on negation of private property. As compared to above explained economic systems, private property is legal and indubitable in Islamic Economic System. It is proved According to the texts of Qur'an and Hadith that anyone can have property keeping Islamic rules and regulations in view. And Islam has not bounded anyone of having property.

Key words: Private property in Islam is legal**,** no restrictions in private property**,** no time limit for private property in Islam that the ownership will expire within time.

اس وقت عالمی معیشت میں تین نظامہائے معیشت معروف و مشہور ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت، اشتراکی نظام معیشت، اسلامی نظام معیشت۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی بنیادی پہچان نجی وانفرادی ملکیت اور معیشت کے میدان میں حکومت کی عدم مداخلت کی پالیسی ہے، جبکہ اشتراکی نظام معیشت میں نجی وانفرادی ملکیت کا تصور نہیں ہے، بلکہ اس کا طرہ امتیاز "اجتماعی ملکیت" ہے یعنی کوئی فرد بشر کسی شیء کا مالک نہیں ہو سکتا ہے، جو کچھ ہے، وہ اسٹیٹ وریاست کی ملکیت ہے۔ اشتراکی فلسفہ معیشت گو کہ روس کی شکست وریخت کے بعد اپنا خارجی وجود کھو چکا ہے، لیکن ایک معاشی فلسفہ معیشت کے طور پر اَب بھی موجود ہے۔ اشتراکی فلسفہ معیشت کے عروج کے وقت مسلمان مفکرین کے یہاں یہ بحث چھڑی تھی کہ اَیا اسلام میں نجی وانفرادی ملکیت کا تصور ہے یا نہیں؟ کچھ اس کے جواز کے قائل، جبکہ بعضے دیگر اس کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ مذکورہ مقالہ میں اسلام میں نجی وانفرادی ملکیت کے جواز وعدم جواز کے دلائل کا جائزہ لیا جائے گا۔

ملکیت کا لغوی معنیٰ:

ملکیت کا مادہ "مِلک" ہے۔ علامہ جرجانیؒ ملکیت کی لغوی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الملك: حالة تعرض للشيء بسبب ما يحيط به، وينتقل بانتقاله۔[1]

ترجمہ: ایسی حالت جو کسی چیز کو ایسے سبب کے ذریعے پیش آئے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کے منتقل ہونے سے منتقل ہو جائے، ملک کہلاتی ہے۔

ملکیت کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء کرام نے ملکیت کی مختلف الفاظ میں کی ہے، چنانچہ علامہ ابن الہمامؒ ملکیت کی فقہی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَالْمِلْكُ هُوَ قُدْرَةٌ يُثْبِتُهَا الشَّارِعُ ابْتِدَاءً عَلَى التَّصَرُّفِ۔[2]

ترجمہ: جو تصرف کی قدرت شریعت ابتداءً ثابت کرے، وہ ملک ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقاء ملکیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والملك: هو اختصاص حاجز شرعاً يسوغ صاحبه التصرف إلا لمانع۔[3]

ترجمہ: کسی شیء کا ایسا خصوصی حق جس سے وہ قانوناً دوسرے کو روک سے اور خود یہ صاحب حق تصرف کر سکے، اِلا یہ کہ کوئی مانع موجود ہو۔

اکثر محققین نے اسی تعریف کو ترجیح دی ہے۔[4]

ملکیت کی اقسام:

فقہاء کرام نے مختلف اعتبارات سے ملکیت کی مختلف تقسیمیں کی ہیں۔ پہلی تقسیم باعتبار محل، دوسری تقسیم باعتبار کیفیت۔

پہلی تقسیم باعتبار محل:

محل کے اعتبار سے ملکیت کی تین اقسام ہیں:

1-ملکیت عین:

اس کو ملکِ رقبہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شیء کی ذات اور مادہ دونوں مملوک ہوں، جیسے: سامان، جانور وغیرہ۔

2-ملکیت منفعت:

ملکیت منفعت یہ ہے کہ انسان کسی شیء کی اصل (عین) کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف اس سے استفادہ کا حق رکھتا ہو، جیسے: اجارہ اور عاریت کے ذریعہ کسی شیء کی منفعت حاصل کرنا۔

3-ملکیت دین:

ملکیت دین مثلاً کسی کے ذمہ کسی سبب کے تحت کسی کی کوئی رقم عائد ہو مثلاً خریدار کے ذمہ فروخت شدہ شیء کی قیمت، قرض لینے والے کے ذمہ بدل قرض اور کسی شیء کے تلف کر دینے والے کے ذمے اس شیء کی قیمت وغیرہ۔

دوسری تقسیم باعتبار کیفیت:

شیء مملوک سے تعلق کی کیفیت کے لحاظ سے ملکیت کی دو قسمیں ہیں: ملکیت تامہ اور ملکیت ناقصہ۔

1-ملکیت تامہ:

ملکیت تام وہ ہے جس میں اصل شیء کا بھی مالک ہو اور اس کی منفعت کا بھی، اس طور پر کہ وہ شیء اس کے قبضے میں ہو۔[5]

ملکیت تامہ کے حاصل کرنے کے اسباب:

ملکیت تامہ کے حاصل کرنے کے ذرائع واسباب کون کونسے ہیں، اس بارے میں فقہاء وماہرین کا اختلاف ہے، کچھ نے تین، کچھ چار بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

1-استیلاء، احراز:

ایسی مباح چیز کو حاصل کر لینا جو کی ملکیت میں داخل نہ ہو اور نہ اس کو لینے میں کوئی شرعی رکاوٹ ہو، جیسے: شکار، غیر مملوکہ جنگلات کے

درخت اور گھاس، دریاؤں کا پانی وغیرہ۔

مباح اور غیر مملوک اشیاء پر استیلاء کی چار اقسام ہیں: احیاء موات، معادن اور کنز پر استیلاء، مباح اشیاء کا احراز اور قبضہ میں لینا اور شکار۔ [6]

لیکن ایسی مباح چیزوں کے مالک ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں: ایک یہ کہ اس نے اس مباح چیز کو حاصل کرنے میں سبقت کی ہو۔ دوسرے اس نے مالک بننے ہی کے ارادہ سے اس مباح چیز کو حاصل کیا ہو۔ [7]

2-عقود و معاملات:

مالک ہونے کا دوسرا ذریعہ عقد یعنی معاملہ ہے۔ متعدد معاملات ہیں جن کے ذریعے اصل شیء کا مالک ہوا جاتا ہے، جیسے: خرید و فروخت۔

3-نیابت و خلیفیت:

یعنی حقوق کے دائرہ میں کسی نئے شخص یا نئی شیء کا قدیم کی جگہ لے لینا۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

ایک شخص کا دوسرے شخص کی جگہ لے لینا، جیسے: میراث۔ ایک شیء کا دوسری شیء کی جگہ لے لینا یعنی ضمان یا عوض۔ [8]

4-مملوکہ شیء میں اضافہ:

مملوکہ چیز میں اضافہ بھی ملکیت کا ایک ذریعہ ہے جیسے: کھیت میں غلہ، درخت میں پھل، جانوروں میں دودھ اور بچے۔ [9]

ملکیت تامہ کی خصوصیات:

ملکیت تامہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں: محدود وقت کے لیے نہیں ہوتی کہ اس کے ختم ہونے پر ملکیت ختم ہو جائے، بلکہ ہمیشہ مالک کی ملکیت میں باقی رہتی ہے، سوائے اس کے کہ وہ خود کسی اور کو اس کا مالک بنا دے خواہ بیچ کر ہو، ہبہ کر کے، اور سوائے اس کے کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ مالک کو اس میں استعمال اور تصرف کا پورا حق حاصل ہوتا ہے، وہ براہ راست اس سے نفع اٹھائے، یا کسی کو حوالہ کر کے بالواسطہ نفع اٹھائے۔ تیسرا یہ کہ اگر مالک اسے ضائع کر دے تو اس پر کوئی تاوان واجب نہیں ہو گا۔ [10]

2-ملکیت ناقصہ:

ملکیت ناقصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اصل شیء (رقبہ) یا اس کے منافع میں سے کسی ایک کا مالک ہو۔ [11]

منافع کا مالک بنانے کے ذرائع:

منفعت کے مالک ہونے کے تین ذرائع ہو سکتے ہیں:

اجارہ: یعنی کوئی چیز کرایہ پر حاصل کی جائے۔

اعارہ: یعنی بلا معاوضہ کسی شیء سے نفع حاصل کرنے کا مالک بنا دیا جائے۔

وقف: ڈاکٹر صدیقی نے ایک چوتھے ذریعے کا بھی اضافہ کیا ہے کہ: کسی کے حق میں منفعت کی وصیت مثلاً یہ کہ فلاں گھر میں فلاں شخص رہ سکتا ہے۔ [12]

ملکیت منافع کے احکام:

ملکیت منافع کے احکام یہ ہیں: ملک ناقص میں وصف، زمان اور مکان کی ہر قید کو قبول کرتی ہے۔ ملک ناقص منفعت میں منتقل نہیں ہوتی۔

یعنی اس میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو منفعت کا مالک بنایا گیا ہے، اصل شیء اس کے حوالہ کردی جائے۔ اگر نفع اٹھانے والے سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، جیسے :عاریت تو اس صورت میں اس شیء سے متعلق حفاظت اور بقاء وغیرہ کے اخراجات خود اس شخص پر عائد ہوں گے۔ مقررہ مدت کے گذرنے کے بعد اور جس کا نفع حاصل کرنا مقصود تھا، اس نفع کے حاصل کرنے کے بعد شیء، اصل مالک کو لوٹادی جائے گی۔[13]

اسبابِ نزعِ ملکیت:

وہ اسباب جن کے سبب کسی کی ملکیت اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، دو طرح کی ہیں۔ اختیاری، غیر اختیاری و جبری۔

اختیاری:

ملکیت کے انتقال کا ایک اہم سبب عقد ہے اور عقد میں فریقین کی باہمی رضامندی لازمی ہے۔

جبری و غیر اختیاری:

بعض حالات میں مصلحت عامہ کی تکمیل کے لیے مالک کی رضامندی کے بغیر بھی اس کی ملکیت سلب کرلی جاتی ہے۔ ایسی صورتیں جن میں مالک کی رضامندی کے بغیر اس کی ملکیت سلب کرلی جاتی ہے، تین ہیں: مصلحتِ عامہ، قرض دہندہ کے قرض کی ادائیگی کے لیے مقروض کی ملکیت لے لینا، شفعہ۔

مصالح عامہ کے لیے کسی کی ملکیت لے لینا:

کسی سے اس کی ملکیت سلب کرنے کی ایک صورت مصالح عامہ ہے۔ اگر مصلحت عامہ داعی ہو تو مالک کی رضامندی کے بغیر اس کی ملکیت سلب کی جاسکتی ہے، جیسے: حکومت کا شاہراہ عام کیلئے کسی کی مملوکہ زمین لے لینا، مسجد کی توسیع کیلئے کسی کی مملوکہ زمین کو مسجد میں شامل کرنا۔

قرض دہندہ کے قرض کے ادائیگی کے لیے مقروض کی ملکیت لے لینا:

اگر مقروض قرض دینے میں لیت ولعل اور ٹال مٹول سے کام لے رہا تو عدالت کو اختیار ہے کہ مقروض کی ملکیت قرض دہندہ کو دلوائے۔

شفعہ:

نزع ملکیت کا تیسرا سبب "شفعہ "کے ذریعہ غیر منقولہ (عقار) کو حاصل کرنا ہے۔ شفعہ کہتے ہیں قطعہ زمین جس قیمت پر مشتری نے خریدا ہو، اس قیمت پر اس کی مرضی کے خلاف اس کا مالک بن جانا۔ احناف کے یہاں حق شفعہ صرف عقار (غیر منقولہ جائیداد) میں متحقق ہوتا ہے چاہے یہ عقار قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔

حق شفعہ حاصل کرنے کی شرائط:

حق شفعہ حاصل کرنے کی شرائط یہ ہیں: وہ غیر منقول ملکیت جس میں حق شفعہ کا دعویٰ کیا گیا ہو، پوری طرح فروخت ہو چکی ہو۔ اس غیر منقول ملکیت کے بالعوض مالی معاوضہ وصول کیا گیا ہو۔ جس غیر منقولہ جائیداد میں شفعہ کا دعویٰ کیا جارہا ہے، مبیع کے وقت اس کا مالک ہو۔ شفیع اس معاملہ بیع پر رضامند نہ ہو۔[14]

نجی و انفرادی کی کوئی تحدید نہیں:

جس طرح اسلام میں نجی املاک رکھنے کی اجازت ہے، اسی طرح اسلام میں نجی املاک کی کوئی تحدید بھی نہیں کی ہے، بلکہ بعض نصوص سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں تحدید ممنوع ہے۔ مثال کے طور یہ آیات ملاحظہ ہوں:

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[15] ۔اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[16] ۔وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ[17]

بلکہ اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ اسلام کی زرین تعلیمات اور حلال و حرام کی تمیز کرتے ہوئے اور مال کے حقوق واجبہ وغیرہ ادا کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ کمایا جائے۔ مفتی محمد تقی صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں: "اسلام نے حصول ملکیت کے طریقوں پر تو حلال و حرام کی پابندیاں عائد کی ہیں اور جائز طور پر حاصل کی ہوئی املاک پر کچھ مالی ذمہ داریاں (زکوۃ، عشر وغیرہ) بھی لگائی ہیں، لیکن اگر کوئی شخص صرف جائز طریقوں پر اکتفاء کرتے ہوئے اپنی املاک میں اضافہ کرے اور ان پر عائد ہونے والے شرعی واجبات بھی ادا کرتا رہے تو پھر املاک کی کوئی ایسی آخری مقدار شریعت نے مقرر نہیں فرمائی جس کے بعد املاک میں کوئی جائز اضافہ ممکن نہ ہو۔۔۔نہ صرف یہ کہ قرآن وسنت میں جائز طریقے سے حاصل کی ہوئی املاک کی کوئی حد بیان نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس ایسی آیات موجود ہیں جن سے ایسی شرعی تحدید کی نفی ہوتی ہے"۔[18]

گو کہ اسلام میں نجی ملکیت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، لیکن اسلام نے اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد کی ہیں جن سے وہ خرابیاں پیدا نہیں ہوں گی جو سرمایہ دارانہ معیشت کی ذاتی ملکیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ پابندیاں تین طرح کی ہیں۔

خدائی پابندی:

سب سے پہلے تو اسلام نے معاشی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کے لیے کچھ خدائی پابندی عائد کی ہیں جن سے معاشرہ میں بداخلاقی اور معاشی ناہمواریاں قائم ہوتی ہیں، جیسے: سود، قمار، سٹہ، اکتناز، احتکار اور دیگر فاسد بیوعات و معاملات۔ یاد رہے کہ یہ پابندیاں دائمی نوعیت کی ہیں اور کسی انسان کے ذہن کی اختراع نہیں، بلکہ خدائی پابندیاں ہیں جو قرآن وسنت کے ذریعہ عائد کی گئی ہیں۔

ریاستی پابندیاں:

مصلحت عامہ کے لیے حکومتِ وقت کو اجازت ہے کہ کسی ایسی چیز پر پابندی لگائے جو بذات خود حرام نہیں ہے، بلکہ مباحات کے قبیل میں سے ہے، لیکن چونکہ اس سے اجتماعی خرابیاں نمودار ہوتی ہیں۔ یہ پابندی دائمی نوعیت کی نہیں، بلکہ اس کی حیثیت وقتی ہے، جہاں ضرورت ہو، وہاں پابندی لگانا درست ہوگا ورنہ نہیں۔

اخلاقی پابندیاں:

اسلام نے ان دونوں پابندیوں کے ساتھ ساتھ کچھ اخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں جو اگرچہ کسی قانون کے دائرے میں نہیں آتی ہیں، لیکن اسلام نے یہ اخلاقی تعلیم دی ہے کہ وہ کام نہ کرو جن سے لوگوں کو معاشی مجبوریاں پیش آئیں، بلکہ وہ کام کرو جس سے لوگوں کو سہولت و آسانی میسر آتی ہو۔ یہ وہ پابندیاں ہیں کہ اگر ان پر کماحقہ عمل کیا جائے تو نجی املاک کے وہ نقصانات نمودار نہیں ہوں گے جو سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں اپنی جوبن پر ہوتی ہیں۔[19]

انفرادی ملکیت قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم میں کئی ایسی آیات ہیں جن میں اشیاء کی نسبت لوگوں کی طرف کی گئی ہے اور لوگوں کو ان کا مالک و متصرف بتایا گیا ہے، مثال

کے طور پر یہ آیات ملاحظہ ہوں:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔[20]

ترجمہ: اپنے مالوں کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔[21]

ترجمہ: اے ایمان والوں! جو رزق اللہ نے تمھیں دیا ہے، اسے سے خرچ کرو، اس دن کے آنے سے پہلے جس میں بیع کام آئے گی، نہ دوستی اور نہ سفارش، کافر ہی ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔[22]

ترجمہ: اے ایمان والوں اپنی کمائی کے پاکیزہ مال میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرو۔

وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ۔[23]

ترجمہ: اگر تم نے تب کرلی تو تمھیں اپنا مالوں راس المال ملے گا۔

وَآتُوا الْيَتَامَى أَمْوَالَهُمْ۔[24]

ترجمہ: یتیموں کو ان کا مال دیا کرو۔

وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔[25]

ترجمہ: ان کو اس مال میں سے دیدو جو اللہ تمھیں دیا ہے۔

یہ چند آتیں مشت از نمونہ خروارے کے طور پر ذکر کی گئی ہیں، ورنہ قرآن میں ایسی سیکڑوں آیتیں ہیں جن میں اشیاء کی نسبت لوگوں کی طرف کی گئی ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں نجی وانفرادی ملکیت ایک مسلمہ امر ہے جس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں۔

انفرادی ملکیت احادیث کی روشنی میں:

دوسری دلیل شرعی سنت رسول ﷺ ہے۔ سنت رسول میں انفرادی و نجی ملکیت کے احکام تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن سے نجی وانفرادی ملکیت کا جواز واضح طور پر مترشح ہوتا ہے۔

(الف): مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ۔[26]

ترجمہ: جس نے ایسی زمین آبادی کی جو کسی کی نہیں، تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(ب): كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ۔[27]

ترجمہ: مسلمان کا کل کا کل دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کی جان، مال اور آبرو سب حرام ہیں۔

(ج): مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ۔[28]

ترجمہ: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

(د): مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ۔[29]

ترجمہ: جس نے کسی دوسرے کی زمین میں سے ایک بالشت ناحق ہتھیالیا، توروز قیامت اس کو سات زمینوں کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔

غرضیکہ اس طرح کی سیکڑوں کی تعداد میں ہیں جن میں اشیاء کی نسبت لوگوں کی طرف کی گئی ہے اور لوگوں کو ہی ان کا مالک و متصرف گردانا گیاہے، جن سے معلوم ہوتاہے کہ دین اسلام میں نجی وانفرادی ایک جائز امر ہے اور نجی ملکیت میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرہ میں نجی ملکیت ایک عام شیء تھی اور افراد معاشرہ کثرت مال ومنال پر فخر و گھمنڈ بھی کیا کرتے تھے۔ اگر اسلام میں نجی وانفرادی ملکیت کا جواز نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ضرور ممانعت فرماتے کیونکہ شریعت کے اصولوں میں سے ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی چیز ناجائز ہو تو اس پر نکیر کی جاتی ہے۔ لیکن ہم جب سیرت نبویہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتاہے کہ نہ صرف آنحضرت ﷺ نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی ہے، بلکہ بنفس نفیس نجی املاک رکھے ہیں اور لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دی ہے، مثلاً یہ فرمان نبوی:

إِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔[30]

ترجمہ: بے شک اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔

ایک اور حدیث میں اپنی اولاد کے لیے مال جمع کر کے رکھنے کے متعلق ہے:

إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ۔[31]

ترجمہ: بیشک یہ کہ تو اپنے بعد اپنے ورثہ کو اس حال میں چھوڑ کر جائیں کہ وہ غنی ہیں، بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ کر جائیں کہ وہ غریب و تنگ دست ہیں۔

نجی وانفرادی ملکیت پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

جو حضرات انفرادی و نجی ملکیت کے حامی ہیں، وہ کچھ نصوص قرآنیہ اور چند آثار سے استدلال کرتے ہیں، ذیل میں انکا استدلال اور ان کا جواب زیب قرطاس کیا جاتاہے:

زمین اللہ کی ہے:

اجتماعی ملکیت کے مؤیدین کی ایک قوی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔[32]

ترجمہ: بے شک زمین کی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اس کی وارث بنادیتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے

طریقہ استدلال اس طرح ہے کہ اس سے معلوم ہوتاہے کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے تو کسی کی نجی ملکیت میں کیسے آسکتی ہے!! لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اس سے اتنا معلوم ہوتاہے کہ زمین کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ ظاہری۔ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "کسی چیز کا "اللہ کی ملکیت" یا "اللہ ہی کی ملکیت" ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیوی احکام کے لحاظ سے وہ کسی انسان کی انفرادی ملکیت نہیں بن سکتی، بلکہ اس سے ملکیت کے اسی بنیادی تصور کی طرف اشارہ ہے کہ حقیقی مالک ہر چیز پر اللہ ہی کی ہے۔[33]

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں: زمین خدا کی ہے، اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ پھر اگر بالفرض قرآن صرف اتنا فقرہ ہوتا کہ الارض للہ تب بھی تو اس کو یہ معنی پہنانے کی گنجائش نہ تھی کہ زمین افراد کی ملکیت نہ ہو، بلکہ قوم یا اسٹیٹ کی ملکیت ہو۔ اس طرح کی من مانی تاویلیں کرنے پر کوئی اتر آئے تو کہہ سکتا ہے کہ سرے سے دنیا کی کوئی چیز بھی شخصی ملکیت نہ ہونی چاہئے کیونکہ اللہ میاں نے صاف کہہ دیا ہے لِلّٰہِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْض، آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے، اللہ کا ہے۔[34]

بسا اوقات نجی ملکیت کی نفی اور اجتماعی ملکیت کے اثبات پر اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے:

قَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ۔[35]

ترجمہ: اس نے اس میں سب سامان مقرر کیا، چار دن میں جو تمام طلبگاروں کے لیے برابر ہے۔

مفتی تقی عثمانی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیر مبہم الفاظ میں یہ بات واضح فرما دی ہے کہ معیشت کی تقسیم میں اس نے سب کو برابر دینے کا اہتمام نہیں فرمایا، بلکہ اپنی حکمت بالغہ سے اپنے بندوں کے درمیان مدارج قائم فرمئے ہیں، کسی کو کم دیا گیا ہے، کسی کو زیادہ اور اس کی حکمت و مصلحت وہی جانتا ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور ان کی ضروریات ان کے مزاج و مذاق، ان کی طبعی اور نفسیاتی کیفیات۔ غرض ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے اور جب یہ بات سورہ زخرف کی اس آیت میں غیر مبہم طریقے سے بیان فرمان دی گئی ہے تو سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ کا یہ مطلب کیسے ہو سکتا ہے کہ زمین کی پیداوار تمام انسانوں میں برابر تقسیم کی گئی ہے۔[36]

غرضیکہ کہ انفرادی و نجی ملکیت ایک جائز اور مسلمہ امر ہے، قرآن وحدیث کی نصوص سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص جائز معاملات کرتے ہوئے نئی املاک رکھ سکتا ہے اور شریعت مطہرہ نے اس کی کوئی تحدید و توقیت مقرر نہیں کی ہے۔

حوالہ جات

---

[1] جرجانی، میر سید شریف علی بن محمد، التعریفات، ناشر: دار الکتب العلمیة بیروت، طبع اول: 1403ھ،1983ء، باب المیم، ص228

[2] ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، الناشر: دار الفکر بیروت، کتاب البیوع، ج6، ص248

[3] الزُّحَيْلِيّ، وَهْبَة بن مصطفى، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ الناشر: دار الفكر سوريَّة الطبعة: الرَّابعة، ج6، ص4578

[4] صدیقی، مولانا ساجد الرحمن، اسلامی قانون اور تصور ملکیت، دار الاشاعت، کراچی، 2006ء، ص42

[5] البلخي، نظام الدين، الفتاوى الهندية، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الثانية، 1310 هـ، كتاب الزكوة، ج1، ص172

[6] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص122

[7] قاموس الفقہ، ج5، ص140

[8] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص:145، قاموس الفقہ، ج5، ص140

[9] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص:148، قاموس الفقہ، ج5، ص140، صدیقی، ڈاکٹر محمد نجات اللہ، اسلام کا نظریۂ ملکیت (حصہ اول)، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، طبع چہارم، 1986ء، ص132

[10] رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، کراچی: زمزم پبلشرز، 2012ء، ج5، ص:140، صدیقی، مولانا ساجد الرحمن، اسلامی قانون اور تصور ملکیت، دار الاشاعت، کراچی، 2006ء، ص54،55

[11] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص56، قاموس الفقہ، ج5، ص139

[12] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص56، قاموس الفقہ، ج5، ص141

[13] اسلامی قانون اور تصور ملکیت، ص70-72، قاموس الفقہ، ج5، ص141

[14] اسلامی قانون اور تصور ملکیت ملخصاً، ص150-162

[15] البقرۃ،212:2

[16] ال عمرن،37:3

[17] النور،38:24

[18] ملکیت زمین اور اس کی تحدید، ص20

[19] عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2012ء، ص43-51، ملخصاً

[20] البقرۃ،188:2

[21] البقرۃ،254:2

[22] البقرۃ،267:2

[23] البقرۃ،279:2

[24] النساء،2:4

[25] النور،33:24

[26] البخاري ، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل ، صحيح البخاريمصر: دار طوق النجاةالطبعة: الأولى، 1422هـ،كِتَاب الْمُزَارَعَةِ،بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا، ج3 ،ص106 ، حديث نمبر: 2335

[27] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل مسند الإمام أحمد بن حنبل بيروت : مؤسسة الرسالةالطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م،مسند ابی هريرة،ج13 ، ص159 ، حدیث نمبر: 7727

[28] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند علی ابن ابی طالب ،ج2 ، ص28 ، حدیث نمبر: 590

[29] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند سعیدبن زید ،ج13 ، ص183 ، حدیث نمبر: 1640

[30] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر ،ج8 ، ص50 ، حدیث نمبر: 4474

[31] صحيح البخاري ، كِتَابُ الوَصَايَا، بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ، ج4 ،ص4 ، حدیث نمبر: 2742

[32] الاعراف،128:7

[33] عثمانی، مفتی محمد تقی، ملکیت زمین اور اس کی تحدید، کراچی: مکتبہ دار العلوم کراچی، بار دوم، 1413ھ، ص142

[34] مودودی، مولانا سید ابو الاعلیٰ، مسئلہ ملکیت زمین، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، طبع چہارم: 1969ء، ص17

[35] سورہ فصلت،10:41

[36] ملکیت زمین اور اس کی تحدید، ص151